سنت کی پیروی ہے۔ اور اصل مقصود یہ ہے کہ اپنی پیاری چیز اللہ کے نام پر خرچ کی جائے جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کی رضا کے لئے قربان کرنے کو تیار ہو گئے تھے۔) اور یہ مقصود صرف جانور ذبح کرنے سے حاصل ہو رہا ہے۔ گوشت خواہ رکھیں یا تقسیم کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اصل عمل تو یہ تھا کہ بیٹے کو ذبح کریں۔ لیکن اول تو سب کا بیٹا ہوتا نہیں، دوسرے یہ کہ اگر یہ حکم ہوتا تو بہت کم ایسے نکلتے جو یہ عمل کرتے (یعنی بیٹے کو قربان کرنا) یہ حق تعالیٰ کا فضل ہے کہ جانور کو قائم مقام ذبح ولد کے کر دیا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جانور ذبح کرنے کو بیٹا ذبح کرنے کے قائم مقام کر دیا) اس لئے یہ کہنا کہ قربانی میں مال ضائع کرنا ہے۔ جیسے آجکل نو تعلیم یافتہ حضرات کا خیال ہے، سراسر غلط ہے۔ اور قربانی کا مقصود اللہ تعالیٰ کے ساتھ اظہار محبت ہے اور وہ (قربانی کر دینے سے) ہمیں حاصل ہے۔ پھر مال کہاں ضائع ہوا۔

(وعظ ترغیب الاضحیۃ)

بنیاد ابراہیمی پر قصر شریعت محمدی کی تعمیر

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ

قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل انسانی کا بیج جب سے سطح دنیا پر بویا گیا ہے۔ اسی وقت سے یہ مبارک رسم قائم ہوئی ہے ـــ

قولہ تعالیٰ واتل علیہم نبأ ابنی آدم اذ قربا قربانا فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الآخر۔	ان لوگوں کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعی قصہ سنا دے۔ ان دونوں نے قربانی کی پھر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ (انتہی)

ابراہیمی قربانی اور اسکے نتائج

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے (حضرت اسماعیل) کو ذبح کر رہا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب الہام الٰہی ہوتے ہیں۔ اس لئے اس خواب کو حکم الٰہی سمجھ کر بیٹے سے استصواب فرمایا۔ بیٹے نے عرض کی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کیجئے۔ مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ صابر پائیں گے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادے کو ذبح کرنے کے لئے لے گئے۔ جب ذبح کرنے کی غرض سے بیٹے کو لٹایا اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی (اے ابراہیم علیہ السلام) تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بیٹے کے عوض ایک مینڈھا عطا فرمایا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے ذبح کیا۔ جب حصولِ رضا الٰہی کے لئے بیٹا ذبح کرنے کو تیار ہو گئے تو اپنی جان قربان کرنے میں انہیں بطریقِ اولیٰ کوئی دریغ نہ تھا۔ جب جان اور اولاد قربان کرنے کے لئے تیار تھے تو مال قربان کر کے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے میں انہیں کیا عذر ہوگا۔ جب ان کے ہاں جان اولاد اور مال رضائے الٰہی کے مقابلے میں کوئی چیز نہ تھا تو وہاں حُبِّ وطن محبتِ الٰہی کا کب مقابلہ کر سکتی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں جان اولاد کی پرواہ نہیں کرتے تو اعزّہ و اقربا کے تعلقات انہیں دروازہ الٰہی سے کب ہٹا سکتے ہیں۔ جب ان کی جان اولاد اور اعزّہ و اقربا اس درِ یتیم (رضاء الٰہی) پر قربان ہو چکے ہیں تو حبِّ بقیہ احبابِ دنیا انہیں کب یادِ الٰہی سے غافل کر سکتی ہے۔ جب رضاء الٰہی انہیں جان اور اولاد سے زیادہ عزیز ہے۔ تو کوئی تجارت و زراعت یا صنعت و حرفت ان کا دل کب لبھا سکتی ہے۔

تجدید ملتِ ابراہیمی

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام دراصل ملتِ ابراہیمی کے مجدد ہیں

وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ ھو	اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا
اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین	کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو (اور امتوں سے)
من حرج ۔ ملۃ ابیکم ابراھیم ھو	ممتاز فرمایا۔ اور (اس نے) تم پر دین کے احکام
سمّٰکم المسلمین ۔ (سورہ حج رکوع ۱۰ پ ۱۷)	میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی تم اپنے باپ ابراہیمؑ

کی (اس) ملت پر (ہمیشہ) قائم رہو اس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے۔

چونکہ شفیع المذنبین رحمۃ للعٰلمین بنیادِ ابراہیمی پر قصرِ شریعت محمدی تعمیر کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اس لئے آپ نے بھی اپنی امت کو حصولِ رضاء الٰہی کی خاطر قربانی کی یاد تازہ کرائی تاکہ امتِ محمدیہ کے ہر فرد سے ابراہیمی خوشبو آئے اور ہر کلمہ گو کا نورِ ایمان ابراہیمی نور سے مشابہ ہو جائے۔ مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ قربانی کرتے وقت جذباتِ ابراہیمی کا خیال رکھیں۔ دل کے انہی پاکیزہ جذبات کا نام تقویٰ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب و مقبول ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا	اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانیوں کا گوشت اور
ولکن ینالہ التقوٰی منکم ۔	خون نہیں پہنچتا۔ اس کے ہاں (اس) تقویٰ

کی قدر و قیمت ہے۔ (جو قربانی کرنے والے کے دل میں حاصل ہوتی ہے۔)

بفضلہ تعالیٰ امتِ محمدیہ دعویٰ سے کہہ سکتی ہے کہ شریعت محمدیہ کے ہر حکم میں دین و دنیا، دنیا اور آخرت کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ ادہر خدا تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔ تو ادہر دنیا سنور جاتی ہے۔